مسجد بیت الرحمٰن کے عظیم الشان افتتاح کے قریباً ایک ماہ بعد ایک مختصر تقریب میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ امریکہ مسجد کے خوبصورت ڈیزائن کی خوشی میں مسجد کے آرکیٹکٹ مکرم جناب راجر باس صاحب کو ایک خوبصورت قالین تحفۃً دے رہے ہیں۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam,** Inc.
2141 Leroy Place, N.W., Washington, DC 20008. Ph: (202)232-3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Chauncey, OH 45719

Ahmadiyya Movement in Islam, inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
المسیح الموعود

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ (الصّفّ: ۷-۹)

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے نبی کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آگیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے؛ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے؛ جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے، اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا؛ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا خواہ کافر (لوگ) کتنا ہی ناپسند کریں؛
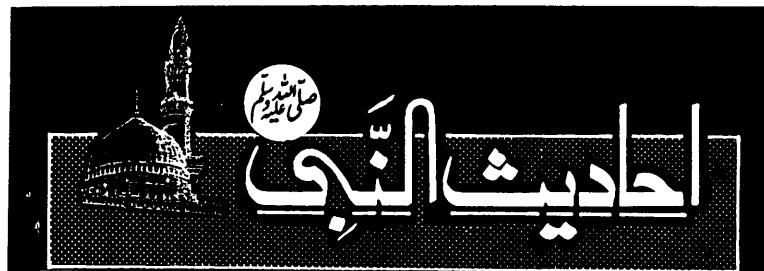
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَاَ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ رَجُلٌ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ یُرَاجِعْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَاَلَهٗ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوْ كَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ ـــــــــ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعۃ و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ حضورؐ نے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں مسیح موعود ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہ کا درجہ پائیں گے؛)

ایڈیٹر: ظفر احمد سرور
نائبین: سید غلام احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبدالشکور احمد

مارچ ۱۹۹۵ء
امان ۱۳۷۴ ہش

سرکارِ دو عالمؐ کا تاکیدی ارشادِ مبارک
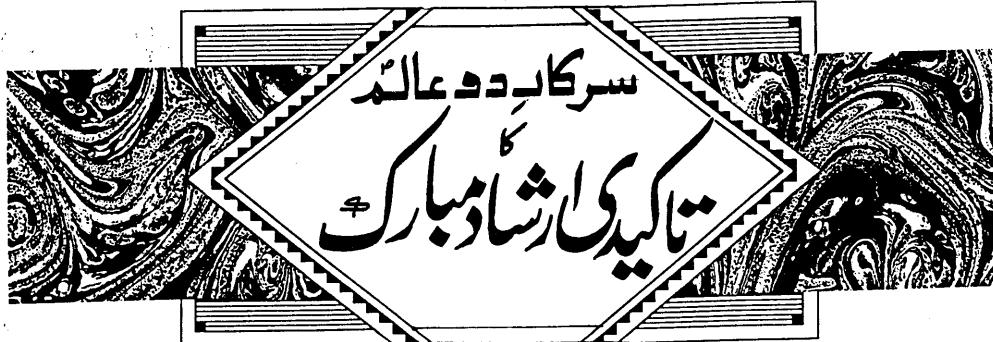
سیدنا و سید الرسل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کو اپنے والدین، اہل وعیال، عزیز واقارب، غرضیکہ دُنیا کی ایک ایک عزیز ترین متاع سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔ اور اس سے بھی انکار نہیں کہ مسلمانوں کے دل میں اطاعتِ رسولؐ کا انتہائی جذبہ موجزن ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ اسلام کے تنزل و ادبار کے وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آنے کی بشارت دی کہ وہ احیائے دین اور قیامِ شریعت یا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا مشن لے کر کھڑا ہوگا، اور خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ تمام ملتوں کو ہلاک کر کے رُوئے زمین پر اسلام کو غلبہ بخشے گا۔ اس عالمگیر عظیم الشان مقصد کے لئے آنے والے موعود کی تائید و نصرت کرنا ہر مسلمان کے لئے انتہائی ضروری تھا۔ اسی لئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

بَایِعُوہ وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الثَّلج فَاِنَّہٗ خَلِیفَۃُ اللّٰہِ المھْدِی

(ابو داؤد جلد ۲، باب خروج المہدی، و بحار الانوار جلد ۱۳، صفحہ ۲۱۔ و ابن ماجہ مطبع فاروقی صفحہ ۳۱۰۔ سطر ۴۔ باب خروج المہدی)

کہ اے مسلمانو! جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو فوراً اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے اُوپر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اُسے پہچان لے

فَلْیُقْرِئہٗ مِنِّی السَّلام

اسے میری طرف سے سلام کہے ——— (درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ بحار الانوار جلد ۱۳، صفحہ ۱۸۳۔ مطبوعہ ایران)

❋❋❋

"عمر گزر جاتی ہے جو کرنا ہے اب کر لو۔ دن بدن قویٰ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ دس برس پہلے جو قویٰ تھے وہ آج کہاں ہیں؟ گذشتہ کا حساب کچھ نہیں، آئندہ کا اعتبار نہیں۔ جو کچھ کرنا ہو آدمی کو موجودہ وقت کو غنیمت سمجھ کر کرنا چاہیئے۔ اب اسلام کی خدمت کر لو اوّل واقفیت پیدا کرو کہ ٹھیک اسلام کیا ہے۔ اسلام کی خدمت جو شخص درویشی اور قناعت سے کرتا ہے وہ ایک معجزہ اور نشان ہو جاتا ہے، جو جمعیت کے ساتھ کرتا ہے اس کا مزہ نہیں آتا کیونکہ توکل علی اللہ کا پورا لطف نہیں رہتا اور جب توکل پر کام کیا جاوے تو خدا مدد کرتا ہے اور یہ باتیں رُوحانیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب رُوحانیت انسان کے اندر پیدا ہو تو وہ وضع بدل دیتا ہے۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح پر صحابہؓ کی وضع بدل دی۔ یہ سارا کام اُس کشش نے کیا جو صادق کے اندر ہوتی ہے۔ یہ خیالات باطل ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ ہو تو کام چلے۔ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے جب ایک کام شروع کیا جاوے اور اصل غرض اس کے دین کی خدمت ہو تو وہ خود مددگار ہو جاتا ہے اور سارے سامان اور اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم صہ ۴۶۲)

یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا

یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے

دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اُس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکر یوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ مَیں ہر روز اِس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاجِ نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے، پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مِل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا، اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پُورا نہ کر لے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اَور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اَور۔ خدا کسی اَمر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا میں اُس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جُھوٹ اور اِفترا کے ساتھ ہو اور نیز اُس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سُپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ مَیں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کُچلنا چاہیں۔ اِنسان کیا ہے محض ایک کیڑا، اور بشر کیا ہے محض ایک مُضغہ۔ پس کیونکر مَیں حیّ و قیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مُضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذّبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اِس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خُدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو... دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ وہ خدا جس کا قوی ہاتھ زمینوں اور آسمانوں اور اُن سب چیزوں کو جو ان میں ہیں تھامے ہوئے ہے وہ کب انسان کے ارادوں سے مغلوب ہو سکتا ہے۔ اور آخر ایک دن آتا ہے جو وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہیں کا ہوتا ہے۔ خدا اپنی تجلیات کے ساتھ اُن کے دِل پر نزول کرتا ہے۔ پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے۔ ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو۔ گالیاں دو جس قدر چاہو اور ایذاء اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیریں اور مکر سوچو جس قدر چاہو۔ پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دِکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے۔ نادان کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ مَیں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیرؤوں کو آنکھیں بخشتا اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پُوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائے گا۔ وہ اُس کو کافر قرار دیں گے اور اُس کے قتل کے لئے فتوے دئے جائیں گے، اور اُس کی سخت توہین کی جائے گی اور اُس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو اِن دنوں میں وہ پیشگوئی اِنہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پُوری کی۔"

(اربعین ۳ صہ ۳۹۹ تا ۴۰۴)

۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو چند مولوی صاحبان معہ کچھ طلباء حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ قرآن اور رسولؐ کو مانتے ہیں۔ آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا:

"انسان جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ سب موجب معصیت ہو جاتا ہے۔ ایک ادنیٰ سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حُکّام کا یہ حال ہے تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزّتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدول حکمی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا تعالیٰ غیوّر ہے۔ اُس نے مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بُلائے، اس کے تمام مصالح کو پاؤں کے نیچے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے۔"
(ملفوظات جلد ۸ صہ ۱۷۴)

فرمایا:

یاد رکھو جو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس سے مقابلہ کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر ادنیٰ چپڑاسی کی ہتک کی جائے اور اس کی بات نہ مانی جائے تو گورنمنٹ سے ہتک کرنے والے یا نہ ماننے والے کو سزا ملتی ہے اور باز پرس ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کی بے عزّتی کرنا، اس کی بات کی پروا نہ کرنا کیونکر خالی جا سکتا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۱۰ صہ ۴۲۵)

"جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے۔ ہم نماز روزہ کرتے ہیں، وہ جاہل ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ سب اعمال اُن کے مُردہ ہیں اُن میں رُوح اور جان نہیں اور وہ آ نہیں سکتی جب تک وہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ پیوند نہ کریں اور اس سے وہ سیراب کرنے والا پانی حاصل نہ کریں۔ تقویٰ اس وقت کہاں ہے؟ رسم و عادت کے طور پر مومن کہلانا کچھ فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ خدا کو دیکھا نہ جائے اور خدا کو دیکھنے کے لئے اور کوئی راہ نہیں ہے۔"
(ملفوظات جلد ۵ صہ ۱۷)

"میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہلِ حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سُونگھتا ہے اور اس کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مُردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سُود مند نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔"
(ملفوظات جلد ۵ صہ ۱۲)

فرمایا:

میں وہ مسیح ہوں جس کا ذکر اور وعدہ اجمالاً قرآن میں اور تفصیلاً احادیث میں پایا جاتا ہے اور جو لوگ اسے نہیں مانتے قرآن شریف کی رُو سے ان کا نام فاسق ہے اور احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اس مسیح کو نہیں مانتا وہ گویا مجھے نہیں مانتا اور جس کی معصیت کرتا ہے وہ گویا میری معصیت کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۷ صہ ۱۳۸)

امروز قومِ مَن نہ شناسد مقامِ مَن ✿ روزے بہ گریہ یاد کند ایں وقتِ خوشترم

چودھویں صدی میں

مسیح موعود علیہ السلام اور امام مہدی کا ظہور

ایک اعتراض اور اس کا جواب

مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل، لندن

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے جو اعتراضات جماعتِ احمدیہ اور بانی جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ آپؑ نے اپنی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۳۵۹ پر لکھا ہے کہ :

"ایسا ہی احادیثِ صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدّد ہوگا۔ سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔"

معترضین کا کہنا ہے کہ یہ بات احادیث میں ہرگز مذکور نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر خلافِ واقعہ اور غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بات بیان فرمائی ہے وہ سو فیصد درست اور صداقت پر مبنی ہے اور ہرگز محلِ اعتراض نہیں۔

اعتراض کا تفصیلی جواب بیان کرنے سے قبل یہ ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ساری امت محمدیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کے اندر مسیح اور مہدی ظاہر ہوں گے۔ ان کے ذریعہ اسلام ساری دنیا میں غالب ہوگا اور یہ غلبہ قیامت تک قائم رہے گا۔ نزولِ مسیح اور ظہور مہدی کا اشارہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے اور احادیثِ نبویہ میں بھی ہر دو امور کی صراحت پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک مسیح اور مہدی کی آمد ایک مسلّمہ امر ہے البتہ ایک بنیادی غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ یہ دو الگ الگ شخصیات ہوں گی۔

جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ شخصیات نہیں بلکہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ دونوں کی آمد کا زمانہ ایک، دونوں کا حلیہ ایک جیسا، دونوں کے مقاصد اور کام ایک جیسے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ان دونوں کا وجود ایک نہ ہو۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بات دو ٹوک الفاظ میں بیان فرما دی ہے۔ صحاح ستہ کی ایک کتاب سنن ابن ماجہ میں منقول آپؐ کی حدیث کے الفاظ ہیں :

لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

(ابن ماجہ باب شدۃ الزمان)

یعنی حضرت عیسیٰ کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں ہے۔ پھر ایک اور حدیث بھی ہے جو صاف الفاظ میں مسیح موعود کو ہی امام مہدی بتاتی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ....

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صہ ۴۱۱)

یعنی جو تم میں سے اس وقت زندہ ہوا وہ عیسیٰ بن مریم کو پائے گا جو امام مہدی ہوں گے اور حکم عدل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

علاوہ ازیں صحیح بخاری جس کو اصحّ الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کیا جاتا ہے، اس امر کو مزید واضح کر دیتی ہے کہ ابن مریم ہی امام مہدی ہوں گے۔ حدیث نبوی کے الفاظ ہیں :

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

(صحیح بخاری باب نزول عیسیٰ بن مریم)

یعنی اے مسلمانو ! تمہارا کیا ہی اچھا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔

یہی حدیث صحیح مسلم میں جن الفاظ میں آئی ہے اس نے تاویل کے بعید ترین احتمال کو بھی زائل کر دیا ہے۔ وہاں پر حدیث کے الفاظ یوں ہیں

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔ (صحیح مسلم باب نزولِ عیسیٰ)

یعنی اے مسلمانو ! تمہارا کیا ہی اچھا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تم میں سے تمہاری امامت کرے گا۔

پس ان قطعی شواہد کی بناء پر جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ مسیح اور مہدی درحقیقت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ وجود ایک ہی ہے جس کو دو حیثیتوں کے اعتبار سے دو الگ الگ نام دیے گئے ہیں اس اصل کے قائم ہونے کے ساتھ یہ بات بھی خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ احادیث نبویہ میں اگرچہ مسیح موعود اور امام مہدی کے بارہ میں بعض

صورتوں میں الگ الگ ذکر نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں یہ سب احادیث ایک ہی وجود کی طرف اشارہ کرنے والی ہیں۔

اس وضاحت کے بعد اب ہم اصل اعتراض کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کا تفصیلی جواب بیان کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جس تحریر کو محلِ اعتراض بنایا گیا ہے اس میں آپؑ نے مسیح موعود کے زمانہ بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔ سیاقِ کلام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں مذکور نشانیوں اور علامات کی روشنی میں یہ استدلال کیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ چودھویں صدی کا آغاز ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

> قرآن شریف نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ وہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا سو میرا ظہور چودھویں صدی میں ہوا .... ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۳۵۸، ۳۵۹)

اس سارے حوالے پر یکجائی نظر کرنے سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی ایک معین آیت یا ایک معین حدیث سے چودھویں صدی میں ظہور مسیح کا استدلال نہیں فرمایا بلکہ قرآن مجید کی مختلف آیات اور مختلف احادیث نبویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ استدلال فرمایا ہے کہ مسیح کی آمد اور ظہور کا وقت چودھویں صدی کا آغاز ہوگا۔ پس اگر قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہ سے چودھویں صدی کا اشارہ اور قرینہ دکھا دیا جائے تو معترض کا اعتراض باطل ہو جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید کی ایک نہیں بلکہ متعدد آیات سے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث نہیں بلکہ متعدد احادیث سے چودھویں صدی کے سر پر مسیح و مہدی کے ظہور کا واضح اشارہ اور قرینہ ملتا ہے۔ یہ آیات اور احادیث حسب ذیل ہیں:

آیاتِ قرآنیہ

بطور نمونہ ہم چند آیات پیش کرتے ہیں:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ .....

(النور: ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ نیک اور اعمال صالحہ بجالانے والے مسلمانوں میں سے اسی طرح خلفاء قائم کرے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں میں قائم فرمائے تھے۔

یہ پہلے لوگ کون تھے۔ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت کریمہ بہت واضح طور پر ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا ذکر ہے۔ سورۃ مزمل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ——— (المزمل: ۱۶)

کہ اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف اسی طریق پر اور اسی رنگ میں رسول بھیجا ہے جس طرح کہ فرعون کی طرف بھیجا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ سورہ نور کی مذکورہ بالا آیت استخلاف میں

مِنْ قَبْلِهِمْ

سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے اور ان دونوں آیات میں لفظ کَمَا کا اشتراک یہ بتاتا ہے کہ موسوی اور محمدی سلسلہ میں مشابہت لازمی ہے۔ امت موسویہ کے حالات پر نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضرت موسیٰ کے بعد کثرت کے ساتھ خلفاء قائم کیے گئے اور بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیرہ چودہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی جو امت موسویہ کے خلفاء میں سے سب سے افضل تھے گویا امت موسویہ کے خاتم الخلفاء تھے بالکل اسی طریق پر امتِ محمدیہ میں سلسلۂ خلفاء کا وعدہ دیا گیا ہے اور لازمی ہے کہ اس امت میں بھی آخری خلیفہ مسیح ناصری کے قدم پر ظاہر ہو جو اس امت کا خاتم الخلفاء ہو اور اس کا ظہور اس زمانہ کے قریب قریب ہو جیسا کہ امت موسویہ میں تھا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جس طرح مسیح اوّل اپنے سلسلہ میں تیرھویں صدی گذرنے پر آیا، اسی طرح امتِ محمدیہ کے مسیح موعود کا ظہور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرھویں صدی کے اختتام اور چودھویں صدی کے آغاز پر مقدر تھا۔

قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی مسیح موعود اور امام مہدی کے وقت ظہور کی تعیین کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ——— (السجدۃ: ۶)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف تدبیر امر کرتا رہے گا پھر ایک عرصہ کے بعد وہ دین (یعنی دین اسلام) آسمان کی طرف چڑھ جائے گا اور اس عرصہ کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو خیر القرون قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ دین حق کے آسمان پر چڑھ جانے کی بات ان صدیوں میں نہیں ہو سکتی۔ لازمی طور پر یہ تین صدیوں کے بعد ہونا مقدر تھا۔ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ یہ کیفیت ایک ہزار سال تک جاری رہنی تھی جس کے گذرنے پر از سر نو نشأۃ ثانیہ مقدر تھی۔ اب حساب کیا جائے تو کس قدر وضاحت سے نظر آتا ہے کہ احیاء اسلام کا یہ دور تیرھویں صدی کے بعد شروع ہونے والا تھا۔ گویا چودھویں صدی کا آغاز وہ وقت ہے جب مسیح موعود اور امام مہدی کا ظہور مقدر تھا جن کے ہاتھوں اسلام کے غلبہ اور اس کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد قائم کی جانی تھی۔

قرآن مجید کی ایک اور آیت کریمہ

وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ
(سورۃ الجمعہ : ۴)

بھی مسیح موعود و امام مہدی کے ظہور کے وقت کا اشارہ کرتی ہے۔ جب صحابہ کرام نے یہ سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بعثت ایسے لوگوں میں بھی ہوگی جو ابھی صحابہ سے نہیں ملے تو صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں۔ بخاری شریف کتاب التفسیر میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب دیتے وقت اپنے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ
مِنْ هٰؤُلَاءِ

کہ جب ایمان زمین سے اٹھ کر ثریا ستارے پر چلا جائے گا تو ان سے فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک شخص اسے وہاں سے اتار لائے گا۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ اور حدیث نبوی کو سورۃ السجدہ کی آیت
يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ
يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ
مِمَّا تَعُدُّوْنَ

کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو کس قدر صراحت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام کی تین ابتدائی خیر القرون کے بعد ایمان کے آسمان پر اُٹھ جانے کا مرحلہ آنے والا تھا اور فیج اعوج کا یہ دَور ظلمت کی یہ تاریک رات ایک ہزار سال تک ممتد ہونے والی تھی۔ گویا تیرھویں صدی کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بعثت ثانیہ کے ذریعہ احیاء اسلام اور غلبہ اسلام کے دور کا آغاز ہونے والا تھا۔ اسی بعثت ثانیہ کا نام مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد ہے جو تیرھویں اور چودھویں صدی کے سنگم پر مقدر تھی عجیب حسن توارد ہے کہ آیت
وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ
کی مقدار بحساب جمل ۱۲۷۵ بنتی ہے جس میں اشارہ ہے کہ آنیوالا موعود تیرھویں صدی کے آخری حصہ میں ظہور کرے گا اور اس کا زمانہ تیرھویں اور چودھویں صدی کا سنگم ہوگا۔

احادیث نبویہ

اب ہم چند احادیث نبویہ کا ذکر کرتے ہیں جو مسیح موعود، اور امام مہدی کے ظہور کے وقت کی تعیین میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں۔ سب سے پہلے ہم حدیث مجدد کو پیش کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ
كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا
(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۴۱، کتاب الفتن و مشکوٰۃ)

کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمایا کرے گا جو آ کر دین کی تجدید کرے گا۔

اس حدیث سے یہ بات بالوضاحت ثابت ہو جاتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر یعنی آغاز کے موقعہ پر ایک مجدد کا ظہور ہوگا جو اس ساری صدی کا مجدد کہلائے گا۔ اس حدیث کے مطابق علمائے امت محمدیہ مجددین کی آمد کے قائل رہے ہیں اور ان کی کتب میں ان مجددین کے ناموں کی فہرستیں بھی درج ہیں۔ امت موسویہ اور امت محمدیہ کی مشابہت کے پیش نظر (جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے) یہ بھی لازمی تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چودھویں صدی میں امت موسویہ کے خاتم الخلفاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا تھا اسی طرح امت محمدیہ میں چودھویں صدی کے آغاز پر ایک عام مجدد نہیں بلکہ ایک عظیم الشان مجدد اور خاتم الخلفاء کا ظہور ہوتا جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا مثیل اور اس امت کا مسیح اور امام مہدی کہلاتا۔ چنانچہ علمائے امت کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ بطور مثال ہم نواب صدیق حسن خان کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب میں تیراں صدیوں کے مجددین کی فہرست درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

"بر سر مائۃ چہاردہم کہ دہ سال کامل آں را باقی است
اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ گرفت پس
ایشاں مجدد و مجتہد باشند۔"
(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹، مطبوعہ ۱۲۹۱ھ)

یعنی چودھویں صدی ہجری کے شروع ہونے میں ابھی دس سال باقی ہیں۔ اگر چودھویں صدی کے سر پر مہدی علیہ السلام کا ظہور یا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گیا تو پھر وہی چودھویں صدی کے مجدد و مجتہد ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری حدیث بھی اس مضمون میں بہت واضح ہے۔ الفاظ ہیں:
اَلْآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ
(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۷۱، ابن ماجہ و مستدرک حاکم)

کہ مسیح و مہدی کے ظہور کی نشانیاں بارھویں صدی گزرنے پر ظاہر ہوں گی اور نشانیوں کا ظاہر ہو جانا اس امر کی دلیل اور واضح نشاندہی ہے کہ وہی وقت ان کے ظہور کا ہے۔

یاد رہے کہ اس حدیث کا لفظی ترجمہ یہ بنتا ہے کہ "نشانیاں دو صدیاں گذرنے پر ظاہر ہوں گی"۔ چونکہ اس حدیث میں امام مہدی کے آنے کے زمانہ کا ذکر ہے اور اس کا ظہور اس وقت ہونا مقدر ہے جب کہ ایمان ثریا پر جا چکا ہو اور آپ نے اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ہے۔ اس لیے آیت قرآنی
كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ (السجدۃ)
کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ترجمہ درست ہے کہ مسیح و مہدی کے ظہور کی نشانیاں بارھویں صدی کے گذر جانے کے بعد ظاہر ہونی شروع ہوں گی۔

شائد کسی معترض کو خیال ہو کہ ہم بہت دور کی کوڑی لائے ہیں اس شبہ کے ازالہ کیلئے ہم حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت واضح حوالہ پیش کرتے ہیں جو نہ صرف ہمارے معانی کی تائید کرتا ہے بلکہ یہ بھی ثابت کر دیتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:-
وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ اللَّامُ فِي الْمِائَتَيْنِ
لِلْعَهْدِ أَيْ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ بَعْدَ الْأَلْفِ
وَهُوَ وَقْتُ ظُهُوْرِ الْمَهْدِيِّ وَخُرُوْجِ
الدَّجَّالِ وَنُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

وَتَتَابُعُ الْآيَاتِ مِنْ طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجِ دَابَّةِ الْاَرْضِ وَظُهُوْرِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَاَمْثَالِهَا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۵ صد۱۸۵)

یعنی المائتین کا الف لام عہد کا بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ بارہ سو سال کے بعد یہ نشانات ظہور پذیر ہوں گے اور مہدی کے ظہور خروج دجّال نزول عیسٰی علیہ السلام مغرب سے سورج کے طلوع ہونے دابۃ الارض کے نکلنے اور یا جوج و ماجوج کے خروج کا یہی وقت ہوگا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اس حدیث کے مطابق مسیح و مہدی کے ظہور کی نشانیوں کا ظاہر ہونا بارھویں صدی کے بعد یعنی تیرہویں صدی میں بیان کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اسی تیرہویں صدی میں مسیح و مہدی کی پیدائش ہونی چاہیئے اور ہونی بھی ایسے وقت میں چاہیئے کہ وہ صدی کے آغاز پر (انبیاء علیہم السلام کے عمومی طریق کے مطابق چالیس سال کا ہو کر) دعویٰ کرنے والا ہو۔ گویا تیرہویں صدی کے نصف میں کسی وقت اس کی پیدائش ہونی چاہیئے جبکہ اس کے ظہور کی نشانیاں اس کے آگے پیچھے اس کی تائید کے لیے دست بدستہ کھڑی ہوں

اے اعتراض کرنے والو! دیکھو اور سنو کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں ہم مسیح موعود اور امام مہدی یقین کرتے اور ان سب پیشگوئیوں کا مصداق سمجھتے ہیں ۱۴ شوال ۱۲۵۰ ہجری قمری بمطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ سن عیسوی بروز جمعہ پیدا ہوئے اور ۱۲۹۰ ہجری قمری یعنی چودہویں صدی کے سر پر دعویٰ مہدویت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ اس سے زیادہ واضح پیشگوئی اور اس کا شاندار ظہور اور کیا ہو سکتا ہے۔

جہاں تک علامات اور نشانیوں کے ظہور کا تعلق ہے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ وہ ساری نشانیاں جو مسیح موعود اور امام مہدی کے زمانہ کی احادیث میں مذکور ہیں وہ ساری کی ساری بڑی شان اور صراحت کے ساتھ تیرہویں صدی کے اختتام اور چودہویں صدی کے آغاز پر ظاہر ہو چکی تھیں۔ جب علامات ظاہر ہو گئیں تو کس طرح ممکن ہے کہ اس شخص موعود کے ظہور کا وہی زمانہ نہ ہو جس کی صداقت کے لیے یہ سب علامات بطور گواہ کے ہیں۔ یہ واقعاتی شہادت ہر سعید فطرت انسان کی نظر میں ایک وزنی دلیل کا حکم رکھتی ہے۔

جہاں تک علامات کا تعلق ہے وہ بے شمار ہیں اور ان میں سے چند ایک کا ذکر اوپر ایک حوالہ کے ضمن میں بھی ہو چکا ہے۔ اس استدلال کو مکمل کرنے کی غرض سے بطور مثال ہم ایک عظیم آفاقی نشان کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو حدیث میں مذکور ہے اور اس کا عملی طور پر ظہور اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کا زمانہ چودہویں صدی کا آغاز ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زیر نظر حوالہ میں بیان فرمایا ہے۔

یہ خصوصی نشان اور علامت کسوف و خسوف کا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ ـــــ (دار قطنی صد۱۸۸)

گویا نشان یہ تھا کہ سچے مدعی مہدویت کے وقت میں رمضان میں چاند کو گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔

یہ عظیم الشان اور قطعی نشان ۱۳۱۱ء ہجری قمری مطابق ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہوا۔ پہلے سال کرّہ مشرقی میں اور دوسرے سال کرّہ مغربی میں۔ اس نشان کے عملی ظہور نے واقعاتی طور پر پوری قطعیت اور تحدّی کے ساتھ ثابت کر دیا کہ مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کا وقت چودہویں صدی کا آغاز تھا۔ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ بات کی صداقت کو بھی واضح کر دیا اور اس بارہ میں طالبان حق کے لیے بھی زمانہ کی تعیین ایسی واضح کر دی کہ کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث بھی بہت وضاحت سے امام مہدی اور مسیح موعود کی آمد کے زمانہ کی تعیین کرتی ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں :

اِذَا مَضَتْ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً يَبْعَثُ اللّٰهُ الْمَهْدِيَّ۔

(النجم الثاقب جلد۲ صد۲۰۹)

یعنی جب ایک ہزار دو سو چالیس برس گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔

کوئی دیکھنے والا ہو تو دیکھے کہ اس حدیث میں کتنی وضاحت سے ایک پیشگوئی کی گئی ہے جو اپنے وقت پر پوری شان و شوکت کیساتھ پوری ہوئی اور ایک دنیا کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر گئی۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲۵۰ ہجری قمری میں پیدا ہوئے اور اس طرح سرور کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ لفظاً لفظاً پورے ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خلاصۂ کلام یہ کہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مضمون ملتا ہے کہ مسیح موعود اور امام مہدی ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اور اس کا ظہور چودہویں صدی میں مقدر ہے۔ ہم اس بات پر گواہ ہیں اور پورے وثوق سے اعلان کرتے ہیں کہ آیات و احادیث میں مذکور وقت کے عین مطابق چودہویں صدی ہجری کے سر پر اللہ تعالیٰ نے ان پیش خبریوں کو سچا کر دکھایا۔ مبارک اور سعادت مند ہیں وہ جو ان باتوں کو سمجھیں اور ان کو قبول کریں ـــــــ ☆

فرمان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

جوشِ نفس سے دل دُکھانے والے الفاظ استعمال نہ کرو

صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا

نہایت اعلیٰ کردار

سلسلہ کیساتھ اخلاص اور خدمتِ دین کی تڑپ

مکرم و محترم مرزا عبدالحق صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک باطنی کمند کے ساتھ مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور ایک باطنی کمند کے ساتھ سعید روحوں کو میری طرف لے آیا۔ سو یہ بات درست اور واقعی درست ہے کہ سعید روحیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اسی طرح کھینچی گئیں جس طرح شہد کی طرف چیونٹیاں کشاں کشاں آجاتی ہیں اور پھر ان سعید روحوں نے خدمتِ دین کے کام بھی وہ کئے جن کی مثالیں صرف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے مبارک زمانہ میں نظر آتی ہیں اور اس زمانہ میں بھی درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہی اپنے ایک کامل ظل کے ذریعے کارفرما ہوئی۔ سو نتیجہ بھی کیوں نہ ویسا ہی ہوتا۔

ان سعید روحوں میں سے ایک حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کو اخلاص اور خدمتِ دین اور معرفتِ الٰہی اور تبحرِ علمی میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے اولیت حاصل تھی۔ پہلی مرتبہ جب آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا تو آپؓ اسی طرح حضور علیہ السلام کے پہچاننے والے اور آپؑ پر ایمان لانے والے ہو گئے جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے۔ نہ انہیں صداقت کے شناخت کرنے میں کوئی تامل ہوا، نہ انہیں۔

پھر ایمان لانے کے بعد آپؓ نے جس اخلاص اور خدمتِ دین کی تڑپ کا مظاہرہ کیا وہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی کیفیت ہی رکھتا ہے۔ آپؓ کا ایک مکتوب جو آپؓ نے ابتداء میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں تحریر فرمایا سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ وہ خط یہ ہے:

"مولانا مرشدنا امامنا! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ! عالیجناب! میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطلب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمتِ عالی میں پڑا رہوں۔ یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے حضرت پیر و مرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں میرا سارا مال و دولت اگر دین کی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔ حضرت پیر و مرشد! نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین احمدیہ کی طبع کا تمام خرچ مجھ پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضرورت میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔"

یہ باتیں صرف خط میں ہی نہیں تھیں بلکہ آپ نے عین اس کے مطابق کر دکھایا اور ایسے اخلاص سے یہ غلامی اختیار کی کہ اپنا کچھ بھی نہ رہنے دیا اور سب کچھ ہی نثار کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دروازے پر دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ اور ہر وقت خدمتِ دین کے لئے کمربستہ رہے اور سلسلہ کے ساتھ کمال اخلاص کا نمونہ دکھایا سلسلہ کی تائید میں اعلیٰ درجہ کی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالکریمؓ جیسا شعلہ بیان لیڈر اپنی تمام مشیخت چھوڑ کر قادیان میں آبیٹھا اور آخر تک مامورِ زماں کی زبانِ فیض ترجمان بنا رہا۔ آپؓ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:

"آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ اتنی شدید محبت تھی کہ اس محبت کا اندازہ اس شخص کے سوا کوئی نہیں لگا سکتا جس نے آپ کو دیکھا اور آپ سے باتیں کی ہوں۔ جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کرتے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے

جسم کے ذرّے ذرّے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت داخل ہوگئی ہے۔"

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۹ سال کی عمر میں قادیان آکر پہلے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کے شاگرد خاص کے طور پر دینی علوم حاصل کئے اور پھر دن اور رات یہ علوم لوگوں کو پڑھاتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ -/۵ روپے ماہوار سے آپ کا گزارہ شروع کیا گیا تھا۔ شادی ہونے پر -/۱۰ روپے کر دیے گئے اور بچی پیدا ہونے پر -/۱۵ روپے۔ ہاں بعض صاحب حیثیت بزرگ آپ سے اخلاص کی وجہ سے بھی آپ کو کچھ بھیج دیتے تھے۔ یہ لوگ بھی اسی طرح ضروریاتِ زندگی رکھتے تھے جس طرح ہم رکھتے ہیں۔ ان کے اندر بھی اسی طرح دل تھے جس طرح ہمارے اندر ہیں۔ لیکن کیا عجیب نظارہ نہیں کہ انہوں نے اپنے دلوں کو دنیا اور اس کے خیالات سے بالکل فارغ کر دیا اور محض خدا کے ہوگئے اور اسی کے لئے محنتِ شاقہ برداشت کرتے ہوئے ساری عمر بسر کی۔ ایک وقت تھا کہ ان کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑوں کا ہوا کرتا تھا اور جمعرات کی شام کو عشاء کی نماز کے بعد اسے دھو لیتے اور سوکھنے کے لئے ڈال دیتے اور صبح کو پہن لیتے۔ کیا دنیا سے ایسی بے نیازی بھی کہیں نظر آتی ہے؟ ہر ایک اپنے نفس اور بال بچوں کے لئے آرام کی فکر میں پڑا ہوا ہے لیکن یہ لوگ تھے جو خدا کے مسیح کو دیکھ کر اپنے نفسوں سے فارغ ہوگئے ... اور دن رات محض اپنے خدا کی محبت میں اور خدمتِ دین کرتے ہوئے گزار دئے۔ جو شخص دنیا کے خیالات سے بالا ہو سکتا ہے بس سمجھ لو اگر کچھ پایا ہے تو اسی نے۔

قرآنی علوم میں آپ نے خاص خدمت سرانجام دی۔ آپؓ کا غضب کا حافظہ جو صرف خدمتِ دین کے لئے استعمال ہوا۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا بھی یہی حال تھا۔ حد درجہ ذہین اور نکتہ رس سب ذہانت دین اور صرف دین کے لئے صرف ہوئی۔ معمولی سے گزارے پر ساری عمر گزار دی۔ آپ کی خاندانی وجاہت آپؓ کے لئے بہت کچھ سہولتیں دنیوی زندگی میں پیدا کر سکتی تھی لیکن آپؓ نے فقر اختیار کیا اور اپنی ساری طاقتیں خدمتِ دین اور اپنے خدا کو راضی کرنے میں لگا دیں۔ ہم نے آپؓ کو ساری ساری رات کام کرتے دیکھا سلسلہ کے بڑے اہم کام آپ کے سپرد ہوتے اور انہیں پوری جانفشانی سے سرانجام دیتے۔ کبھی دنیا کی طرف نگاہ نہ کی۔ پیوند لگا کر کپڑے پہن لیتے لیکن چہرے پر وہی بلندی نظر آتی۔ حدیث پر اس قدر عبور تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کی مجالس کا پورا نقشہ کھینچ دیتے اور آپؐ کی پیاری باتیں بڑی لذّت سے بیان کرتے۔ آپ کے بیان میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ بات خود بخود دل میں اتر جاتی اور بسا اوقات آنکھوں میں آنسو لے آتی۔ غریبوں کا بڑا خیال رکھتے۔ دلداری کا پہلو بہت غالب تھا۔ مہمانوں اور دوسروں کے باریک احساسات کو بھی صدمہ نہ پہنچاتے۔ دل بہت شفیق پایا تھا۔ خاکسار کو انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا اور ہمیشہ لطف اٹھایا۔ آپ جیسے لوگوں کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ نشان تھا۔ ایسے پاکیزہ اخلاق والے لوگ دنیا کہاں سے لائے گی! کاش ان لوگوں کے جانشین اسی طرح سے دین کی رونق کو قائم رکھیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ اسی پاکبازوں کے گروہ کے ایک کمیاب گوہر تھے۔ آپ نے ابتدائے صدی میں بی اے کیا اور ساری عمر خدمت سلسلہ میں گزاری۔ طبیعت نہایت درجہ سادہ لیکن لیاقت میں ایسے کہ انگریزی تفسیر القرآن میں سب سے زیادہ کام کیا ریویو انگریزی کی ایڈیٹری بھی خوب کامیاب طور پر کی۔ ایک دفعہ مسٹر منوہر لعل وزیر مالیات ہندوستان نے خاکسار کو کہا کہ حضرت مولوی صاحب ایسے لائق شمار ہوتے تھے کہ اگر دنیا کی طرف جاتے تو ان سے بڑے عہدے پر ہوتے لیکن آپ نے دینی خدمت کی خاطر درویشانہ زندگی گزاری۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ واقعی فرشتہ ہیں اور دنیا کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں رکھتے۔ خدمتِ دین اور عبادتِ الٰہی دو ہی شغل تھے۔ عبادتِ الٰہی نے آپ میں ایک خاص کشش پیدا کر دی تھی۔ ایک دفعہ خاکسار اور خاکسار کے ایک دوست نے آپؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم روزوں کے آخری عشرہ میں نماز تہجد آپ کی امامت میں ادا کیا کریں گے۔ آپ نے اسے منظور فرما لیا اور قادیان میں جہاں ہم ٹھہرے ہوئے تھے وہاں خود تشریف لاکر نماز تہجد پڑھاتے رہے۔ سورۃ فاتحہ کی ایک ایک آیت کو بہت بہت مرتبہ دہراتے اور آواز میں عجیب رقت ہوتی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو تفسیر انگریزی کی تکمیل کے لئے انگلستان بھی بھیجا۔ اس میں یہ بھی مدّنظر تھا کہ وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی کو بھی دیکھ لیں۔ آپؓ کی شخصیت میں ایسا وقار تھا کہ ایک مرتبہ محترم ملک عمر علی صاحب مرحوم رئیس ملتان کے چچا ملک نصیر بخش قادیان گئے۔ وہ بہت موٹے تھے اور بیٹھے ہوتے تو بغیر کافی سہاروں کے اُٹھ نہیں سکتے تھے۔ ایک روز حضرت مولوی صاحبؓ تبلیغ کی غرض سے ملک نصیر بخش صاحب کے پاس گئے تو وہ حضرت مولوی صاحب کو دیکھتے ہی بے اختیار کھڑے ہوگئے

میں صرف چند ایک صحابہ کا اور ذکر کرتا ہوں ورنہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسی نے اس قسم کے ہزاروں آدمی پیدا کر دئے جو روحانی دنیا کے لئے رونق بنے اور جن کے پاس بیٹھنے والے لطف اندوز ہوتے رہے۔

حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ قاعدہ یسرنا القرآن کے موجد تھے۔ اس قاعدہ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ سینکڑوں روپے ماہوار اس زمانہ میں آپؓ کی آمد ہوتی لیکن آپؓ کی دین کے لئے قربانی کا یہ حال تھا کہ صرف تیس روپے ماہوار اپنے اخراجات کے لئے رکھتے تھے اور باقی سب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اشاعتِ قرآن کریم اور اشاعتِ اسلام کے لئے بھیج دیتے ۱۹۴۰ء میں جب گرانی ہوگئی تو چالیس روپے ماہوار رکھنے شروع کر دئے اور ایک سال میں دس ہزار روپیہ خدمتِ دین کے لئے دیا وہ خود ٹانگوں سے معذور ہو جانے کی وجہ سے باہر نہیں آسکتے تھے اس لئے یہ عاجز ان کی خدمت میں ان کے مکان پر ہی حاضر

ہوتا رہتا اور ان کی باتوں سے لطف اٹھاتا تھا۔ صرف ایک کمرہ تھا جس میں ان کی چارپائی بھی ہوتی تھی اور ان کا کلرک بھی بیٹھتا۔ وہی سونے کا کمرہ تھا وہی بیٹھک اور وہی دفتر۔ اس میں سارا پڑا ہوا سامان چالیس روپے سے زیادہ کا نہ ہوتا تھا لیکن ایک ایک سال میں دس دس ہزار روپیہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے بھیج دیتے تھے۔ وہ اگر چاہتے تو عالی شان مکان بنا لیتے اور اسے اچھی طرح سے سجا لیتے لیکن اپنی ذات کے لئے سادگی اور دین کے لئے قربانی کا جذبہ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اسی کی تسکین میں لذت پاتے تھے اور خود کو فراموش کئے ہوئے تھے۔ ذرا اس قسم کے لوگ دنیا میں تلاش کر کے تو دیکھو کیا کہیں مل سکتے ہیں۔ جب پاکستان وجود میں آیا تو لاہور لے جانے کے لئے آپ کو بھی کمرے سے باہر لایا گیا۔ آپؓ نے جب اتنے سالوں بعد قادیان کی ترقی دیکھی کہ چاروں طرف اس قدر پھیل گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بار بار حمد کی کہ اس نے اپنی پیشگوئیوں کو کس شان کے ساتھ پورا کیا۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ، آپ ہندو قوم سے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل چودہ پندرہ سال کی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ والدین کی طرف سے بہت سختیاں برداشت کیں لیکن پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ اچھے بھلے کھاتے پیتے خاندان میں سے تھے لیکن دین کی خاطر تنگی کو دنیا کی فراخی پر ترجیح دی۔ معمولی معمولی کاموں سے اپنا گزارہ کرتے رہے اور خدمتِ دین کو مقدم رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہدِ مبارک میں پہرہ دینے بٹالہ سے ڈاک تار لانے لے جانے، لنگر خانہ کے لئے چیزیں فراہم کرنے اور سفروں میں حضورؑ کی رفاقت کرنے کی خدمات وقتاً فوقتاً آپؓ سے لی جاتی رہیں۔ بہت سے ہنگامی کاموں میں آپؓ کو بھیجا جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپؓ کے جسدِ مبارک کی آخری زیارت کروانے کا کام بھی آپؓ کے سپرد ہوا۔ خلافتِ اولیٰ اور خلافتِ ثانیہ کے زمانہ میں آپؓ بڑی مستعدی سے مختلف کام سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی ساری عمر اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمتِ دین میں گزری۔ آپ بڑے غیرت مند تھے۔ سخت تنگی کی حالت میں بھی دستِ سوال دراز نہ کرتے تھے اور برداشت کرتے تھے۔ آپ کو مل کر ایک راحت ہوتی تھی۔

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ رضی اللہ عنہ، آپ بھی لڑکپن میں ہندو سے مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے والد ڈاکٹر تھے۔ ان کی طرف سے بڑی اذیتیں دی گئیں تا وہ واپس اپنے مذہب میں چلے جائیں لیکن انہوں نے ان سب تکالیف کو برداشت کیا اور ان سے پیچھا چھڑا کر قادیان پہنچ گئے اور پھر ساری عمر تبلیغ احمدیت میں گزار دی۔ آپ کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے بڑی تاثیر رکھی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہمیں شیخ صاحب جیسے مبلغ چاہئیں۔ گزارے کے لئے آپ معمولی سے معمولی کام بھی اختیار کرتے رہے۔ کبھی گنّے بیچتے اور کبھی دودھ۔ بڑی دعائیں کرنے والے اور صاحبِ الہام بزرگ تھے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ آپ سے بہت تعلق رکھتے تھے۔ آپ بہت متوکلانہ شان رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی طرف سے آپؓ کی ضرورت کو پورا کر دیتا تھا۔ حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ اس عاجز کو آپؓ کی خدمت میں بہت مرتبہ حاضر ہونے کا موقعہ ملتا۔ آپ ہمیشہ سلسلہ کی ترقی کے متعلق سوچتے رہتے۔ اس کے لئے دعائیں بھی بہت کرتے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہما۔ یہ دونوں بزرگ مع اپنے تیسرے ساتھی حضرت محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ کے اپنی فدائیت اور عشق میں خاص امتیاز رکھتے تھے مگر یہاں میں صرف پہلے دو بزرگوں کا ذکر کروں گا۔

یہ دونوں بزرگ براہین احمدیہ دیکھ کر حضور علیہ السلام کے عاشق ہوئے۔ وقتاً بعد وقتٍ بیعت کے لئے عرض کرتے رہے لیکن حضورؑ فرماتے رہے کہ ابھی بیعت کی اجازت نہیں۔ لدھیانہ میں پہلی بیعت میں پہلے ہی دن حاضر ہو کر ۳۱۳ میں شامل ہوئے۔ حضورؑ کی خدمت میں جلد جلد حاضر ہونے کا سلسلہ تو پہلے ہی شروع ہو گیا تھا لیکن بیعت کے بعد تو حد ہی ہو گئی۔ کپورتھلہ سے مہینہ میں دو تین بار جانا معمول ہو گیا اور بعض دفعہ بڑا بڑا لمبا قیام ہوتا۔ سفروں میں بھی ہمیشہ حضورؑ کے ساتھ رہتے۔ عجیب فدائیت اور عشق کی کیفیت تھی۔ کسی چیز کے قربان کرنے سے بھی دریغ نہ تھا۔ حضرت صاحب کی پاک صحبت کو ہر چیز پر مقدم رکھتے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کے اپنے الفاظ میں ایک واقعہ یہاں درج کر دیتا ہوں، آپ فرماتے ہیں :

> "جب میں سررشتہ دار ہو گیا اور سیشن میں کام کرتا تھا تو ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا۔ تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ابھی ٹھہریں۔ میں نے پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ ادھر مسلیں ہمارے گھر میں تھیں، کام بند ہو گیا اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا۔ حضور کی صحبت میں ایک ایسا لطف اور محویت تھی کہ نہ نوکری کے جانے کا خیال تھا اور نہ کسی باز پُرس کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط وہاں سے آیا۔ میں نے وہ خط حضرت صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھا اور فرمایا لکھدو ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ میں نے وہی فقرہ لکھدیا اس پر ایک مہینہ اور گزر گیا تو فرمایا کتنے دن ہو گئے پھر آپ ہی گننے لگے اور فرمایا اچھا آپ چلے جائیں میں چلا گیا اور کپورتھلہ پہنچ کر لالہ ہرچرن داس مجسٹریٹ کے مکان پر گیا تا معلوم کروں کیا فیصلہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا منشی جی آپ کو مرزا صاحب نے نہیں آنے دیا ہو گا۔ میں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ ان کا حکم مقدم ہے۔"

اس قسم کی فدائیت ایک نہایت درجہ نادر خوبی ہے۔ ایسی

مثالیں سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اور کسی جگہ ملنی مشکل ہیں۔ آپ کے اخلاص اور فدائیت کی ایک اور مثال بھی یہاں درج کردیتا ہوں۔

"ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لدھیانہ میں کسی ضروری تبلیغی اشتہار کے چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت حضرت صاحب کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فوری اور سخت تھی۔ منشی صاحب کہتے تھے کہ میں اس وقت حضرت صاحب کے پاس لدھیانہ میں اکیلا آیا ہوا تھا حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کرسکے گی۔ میں نے عرض کیا حضرت انشاء اللہ کرسکے گی اور میں جاکر روپے لاتا ہوں۔ چنانچہ میں فوراً کپورتھلہ گیا اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا ایک زیور فروخت کرکے ساٹھ روپے حاصل کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لاکر پیش کردیئے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو (کیونکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت کپورتھلہ نے انتظام کیا ہے) دعا دی۔ چند دن کے بعد منشی اروڑے خان صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔ منشی صاحب نے حیران ہوکر پوچھا حضرت کون سی امداد مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا "وہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔ منشی صاحب نے کہا "حضرت منشی صاحب نے مجھ سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی جماعت سے ذکر کیا اور میں ان کو پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔"

اس کے بعد منشی اروڑا صاحب میرے پاس آئے اور سخت ناراضگی میں کہا کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی اور تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا۔ میں نے کہا منشی صاحب تھوڑی سی رقم تھی اور میں نے اپنی بیوی کے زیور سے پوری کردی، اس میں آپ کی ناراضگی کی کیا بات ہے مگر منشی صاحب کا غصہ کم نہ ہؤا اور وہ برابر یہی کہتے رہے کہ حضرت صاحب کو ایک ضرورت پیش آئی تھی اور تم نے یہ ظلم کیا کہ مجھے نہیں بتایا۔ پھر منشی اروڑا صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے۔"

(روایت شیخ محمد احمد صاحب مظہرؓ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۴۱ء مندرجہ اخبار "الفضل" ۲۸ اگست ۱۹۴۱ء میں فرماتے ہیں:

"مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا کہ دروازہ میں ایک آدمی کھڑا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں باہر نکلا تو منشی اروڑے خان صاحب مرحوم کھڑے تھے۔ وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا اور اس کے انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے اور مجھے کہا یہ اماں جان کو دے دیں۔ اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہوگئی کہ وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے اور ان کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں کچھ حیران سا ہوگیا کہ یہ کیوں رو رہے ہیں مگر میں خاموش رہا اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان کے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اسی طرح وہ کئی منٹ تک روتے رہے۔ منشی اروڑے خاں صاحب مرحومؓ نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی۔ پہلے کچہری میں وہ چپراسی کا کام کرتے تھے پھر اہلمد کا عہدہ ان کو مل گیا اس کے بعد نقشہ نویس ہوگئے اور پھر اور ترقی کی تو سررشتہ دار ہوگئے۔ اس کے بعد ترقی پاکر نائب تحصیلدار ہوگئے اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے ابتداء میں ان کی تنخواہ دس پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جب ان کو ذرا صبر آیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں۔ وہ کہنے لگے میں غریب آدمی تھا مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی میں قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہوجاتا یہاں آکر جب میں امراء کو دیکھتا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کررہے ہیں تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہوگئی، اس وقت ان کی تنخواہ شاید بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی، اور میں نے ہر مہینہ کچھ رقم جمع کرنی شروع کردی اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی، جو میں چاہتا ہوں تو میں اسے پونڈ کی صورت میں تبدیل کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذُوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سُورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تُو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نُصرت کیلئے
تا وہ پُورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تُو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کرکے خوار

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مُصطفےٰ
مُجھ کو کر اے میرے سُلطاں کامیاب و کامگار

جو خُدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رُوبۂ زار و نزار

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دَم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آرہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْحُ جَاءَ الْمَسِیْحُ
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

اب اِسی گُلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خُدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی مامور اور امام آیا کرتے ہیں ان کو قبول کرنا اور ایمان لانا ضروری ہوتا ہے کیونکہ تمام برکتیں ان سے وابستہ کردی جاتی ہیں۔ اور ان کے بغیر ہر طرف تاریکی اور جہالت ہوتی ہے۔ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
"جو شخص (خدا کے مقرر کردہ) امام کو قبول کئے بغیر مر گیا اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔" (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صہ ۹۶)
امت محمدیہ کو بھی ایک ایسے مامور کی خبر دی گئی ہے جس کو امام مہدی اور مسیح موعود کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اس کو قبول کرنے کے لئے پُر زور نصیحت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکیدی وصیت

آپؐ نے امام مہدی کی بیعت اور اطاعت کرنے کے متعلق تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: "جس نے امام مہدی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔" بحار الانوار جلد ۱۳ صہ ۱۷)۔ پھر فرمایا: "جس نے مہدی کو جھٹلایا اس نے کفر کیا" (حج الکرامہ صہ ۳۵۱)

ایمان واجب ہے

ان تمام ارشادات سے نتیجہ نکالتے ہوئے علامہ اسفرائنی فرماتے ہیں: "ظہور مہدی پر ایمان واجب ہے جیساکہ یہ امر علماء دین کے ہاں تسلیم شدہ ہے اور اہل السنۃ والجماعت کی کتب عقائد میں درج ہے۔" (لوائح الانوار البھیہ جلد ۲، صہ ۸۰)
بانیٔ دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں: "ایک وقت آئے گا جب امام مہدی علیہ السلام بھی پیدا ہوں گے اور اس وقت جو ان کا اتباع نہ کرے گا اور امام پہچان کر ان کی پیروی نہ کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (قاسم العلوم معہ ترجمہ انوار النجوم صہ ۱۰۰)

بزرگانِ امت کی خواہش

یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ رسولؐ اور بزرگان امت رسول اللہ کا سلام امام مہدی کو پہنچانے کے لئے بے قرار رہے اور اپنی نسلوں کو بھی نصیحت کرتے رہے۔ حضرت علیؓ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں: میری جان اس پر قربان ہو۔ اے میرے بیٹو اسے تنہا نہ چھوڑ دینا اور جلدی اس کے ساتھ ہو جانا" (شرح دیوان علی جلد ۱ صہ ۹۷)۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے عزیزوں کو نصیحت کی کہ اگر تمہارے زمانے میں عیسیٰ بن مریم آجائیں تو انہیں کہنا ابو ہریرہ آپ کو سلام کہتا ہے۔ (الدر المنثور جلد ۲، صہ ۲۴۵)۔ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "اس فقیر کی بڑی آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ علیہ السلام کا زمانہ پاوے تو پہلا شخص جو سلام پہنچاوے وہ میں ہوں۔ اگر وہ زمانہ مجھے نہ ملے تو میری اولاد یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانہ کو پاوے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے کیونکہ ہم لشکر محمدیہؐ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے" (مجموعہ وصایا اربعہ صہ ۸۴)
تیرہویں صدی کے مجدد شہید بالاکوٹ حضرت سید احمد شہیدؒ کے درباری شاعر حضرت مومن دہلوی نے دلی آرزو کا اظہار اس طرح کیا ہے ؎

زمانہ مہدیٔ موعود کا پایا اگر مومن ٭ تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرت کا

مدعی موجود ہے

یہ وہ مبارک زمانہ ہے جس میں عین چودہویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ میں ہی امام مہدی اور مسیح موعود ہوں۔ اور آپ کے حق میں خدا نے بڑے بڑے نشان دکھائے اور سابقہ کتب میں درج پیشگوئیاں پوری کیں۔ پس آپؑ کا دعویٰ ہر مسلمان کے لئے قابل توجہ ہے۔ اگر آپ واقعتاً وہی امام مہدی ہیں جن کا تمام امت مسلمہ انتظار کر رہی ہے تو آپ کو قبول کرنا اور ایمان لانا ضروری ہے، ورنہ آپ خدا اور رسولؐ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔
پس سوچیں، غور کریں، اپنے خدا سے پوچھیں اور جب شرح صدر ہو جائے تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچا کر جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
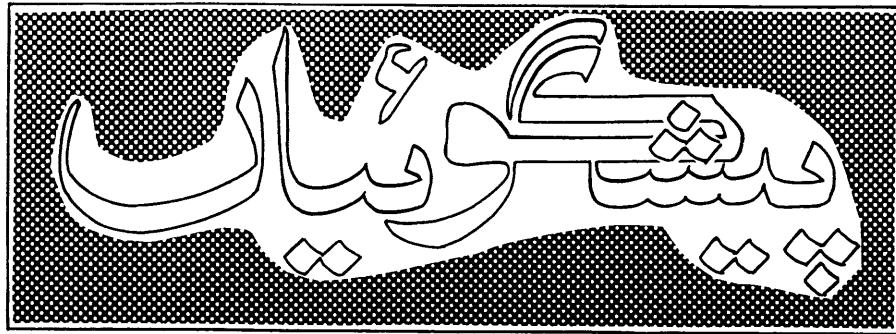
حالاتِ حاضرہ کے بارہ میں

مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب۔ بھارت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"یہ امر توریت سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید سے بھی پیشگوئیوں کے برابر کوئی معجزہ نہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے ماموروں کو ان کی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان متقی کو دیا ہے لا یظھر علیٰ غیبہٖ احدًا اِلّامن ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں پر ہوتا ہے۔"

(لیکچر لدھیانہ صہ ۲۵۶-۲۵۷ - رُوحانی خزائن جلد ۲۰)

"پیشگوئیوں سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہیں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ یقینی اور قطعی طور پر ملہم کا مؤید من اللہ اور اُن خاص لوگوں میں سے ہونا ثابت ہو جائے جن کی تائید کے لئے عنایات حضرت عزّت خاص طور پر تجلّی کرتی ہیں۔"

باالمقابل امتحان

فرمایا :

"اگر میرے مقابل پر تمام دُنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا با لمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا تعالیٰ غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دُعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے۔ تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے ؟!! کہ اس امتحان میں میرے مقابل آوے۔ ہزار ہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچّا ہے۔ میں اپنی کوئی عزّت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔"

(حقیقت الوحی صہ ۱۷۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر بہت سی عظیم الشّان پیشگوئیاں اپنے دعویٰ ماموریت کی صداقت میں بیان فرمائی ہیں جو نہایت مصفّٰی غیب پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے بعض آپ کی زندگی میں پوری ہوئیں، بعض آپ کی وفات کے بعد اور بعض مستقبل میں پُوری ہوں گی۔ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے جس کا اظہار وہ اپنے فرستادوں، ماموروں اور نبیوں پر فرماتا ہے تاکہ جب بھی وہ پیشگوئیاں یعنی غیبی خبریں ظہور میں آئیں وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی صداقت کا دنیا کو ثبوت مہیا کر کے ان کے لئے اس صداقت کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے میں شمع ہدایت کا کام دے سکیں۔ اب اس مختصر مضمون میں عنوان بالا کے مطابق حضورؑ کی چند پیشگوئیاں پیش کی جاتی ہیں تاکہ جو سعید رُوحیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو جانچنا چاہیں انہیں حضور کے دعویٰ کے قبول کرنے میں رہنمائی کا کام دے سکیں اور جو قبول کر چکے ہیں ان کے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوں۔

معبودان باطلہ کی موت کی پیشگوئی

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خُون ہوتا جاتا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جُھوٹے خدا اپنی خدائی سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی۔ نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا ... کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام استعدادیں بھی مریں گی جو جُھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی' نیا آسمان

ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دلوں پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابان کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔

(تذکرہ صہ ۲۸۵-۲۸۶)

جماعت احمدیہ کے زمین پر محیط ہونے کے بارہ میں پیشگوئی

خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔

(تجلیات الٰہیہ صہ ۴۰۹-۴۱۰۔ روحانی خزائن جلد ۲۰)

حضورؑ کی یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے مرحلہ وار پوری ہو رہی ہے اور خدائی بشارت کے مطابق کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بفضلہ اب تک ۱۴۸ ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اللّٰھم زد و بارک۔

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب کے اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان، کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صہ ۶۶-۶۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۰)

فرمایا:

"جب میں ایک طرف براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی دیکھتا ہوں کہ اگرچہ تو اب اکیلا ہے، تیرے ساتھ کوئی بھی نہیں مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ لاکھوں انسان تیرے ساتھ ہو جائیں گے اور اپنے

عزیز مالوں سے تیری مدد کریں گے اور ہر ایک قوم کے دشمن زور لگائیں گے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو مگر میں اُن کو نامُراد رکھوں گا اور میں تجھے ہر ایک تباہی سے بچاؤں گا اگرچہ کوئی بچانے والا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کے مطابق ہر ایک قوم کے دشمنوں کا پیشگوئی کے روکنے کے لئے پوری کوشش کا مشاہدہ کرتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں کہ باوجود دشمنوں کی سخت مزاحمت کے آخر وہ پیشگوئی ایسی پوری ہوگئی کہ آج وہ تمام بیعت کرنیوالے ایک وسیع میدان میں جمع کئے جاویں تو ایک بڑے بادشاہ کے لشکر سے بھی زیادہ ہوں گے۔ اس موقعہ پر مجھے وجد سے رونا آتا ہے کہ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے کہ جس کے مُنہ کی بات کبھی ٹل نہیں سکتی گو تمام جہان دشمن ہو جائے اور اس بات کو روکنا چاہے۔"

(قادیان کے آریہ اور ہم' صہ ۴۲۸ - رُوحانی خزائن جلد ۲۰)

"سو ایسا ہی طلوعِ شمس کا جو مغرب سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں آفتاب صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصّہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت ہی مدلّل سے بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے کپڑے جو چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے۔ شائد تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان ملکوں میں پھیلیں گی اور اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا حصّہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصّہ میں رہا ہے اور ولایت کے کمالات انہیں لوگوں کو ملے اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظرِ رحمت ڈالنا چاہتا ہے اور یاد رہے کہ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ طلوع الشمس من مغربہا کے کوئی اور معنی بھی ہوں۔ میں نے صرف کشف کے ذریعہ سے جو مجھے خدا تعالیٰ نے عطا کیا ہے مذکورہ بالا معنے کو بیان کیا ہے۔ اگر کوئی مُلّا ان الٰہی مکاشفات کو الحاد کی طرف منسوب کرے تو وہ جانے اور اس کا کام۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم - صہ ۳۷۶-۳۳۷)

روس کے بارہ میں پیشگوئی

مضمحل ہو جائیں گے اِس خوف سے سب جِنّ و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار
وحیٔ حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متّقی و بُردبار

(براہینِ احمدیہ حصّہ پنجم صہ ۱۲۰)

"دیکھتا ہوں کہ زارِ رُوس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور ایسا عجیب سیاہ رنگ کا ہے جس طرح انگریزی کارخانوں میں روغنی چیزیں بہت عمدہ اور نفیس بنا کرتی ہیں اور یہ حصّہ اس کا لوہے کا ہے۔ اس سونٹے میں ایک یا دو نالی بندوق کی ہیں لیکن اس ترکیب سے تیار کی ہیں کہ سونٹے میں مخفی ہیں اور جب چاہو تو ان سے کام بھی لے سکتے ہیں۔ بو علی سینا کے وقت ایک بادشاہ خوارزم شاہ جو کہ اپنے عدل کے واسطے مشہور ہے، میں نے دیکھا کہ اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے اور اس بادشاہ اور بو علی سینا کو بھی اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھتا ہوں اور میں نے اس تیر سے ایک شیر کو ہلاک کر دیا ہے۔
(تذکرہ صہ ۴۳۰)

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔"
(تذکرہ صہ ۸۱۳)

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

"میں نے ایک مُبشّر خواب میں مخلص مومنوں اور عادل اور صالح بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی ہے جن میں سے بعض اسی ملک (ہند) کے، بعض عرب کے، بعض شام کے، بعض روم کے، بعض فارس کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے، تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کرینگے اور میں تجھے بہت برکت دوں گا، یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور میں ان کو مخلصوں میں داخل کروں گا۔ یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی اور وہ الہام ہے جو عالم الغیب سے مجھے ہوا۔"

(لُجّۃُ النّور - صفحہ ۳-۴)

انذاری پیشگوئیاں

اَے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اَے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا

ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضروری تھا کہ تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جاوے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی صہ ۲۵۷)

"یُورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔" (تذکرہ صہ ۶۵۲)

"جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں ان کے لئے ذلّت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دُنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بے وقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو اور یہ اس کا دِل اور جگر ہوتا ہے کہ ایک شخص تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت بشّاش ہوں گے۔" (آئینہ کمالات اسلام صہ ۳۴۹)

حالاتِ حاضرہ کی سب سے عظیم پیشگوئی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نئی زمین و نیا آسمان یعنی نظام نو دنیا میں قائم ہو کر رہے گا۔ چند پیشگوئیاں جو یہاں پیش کی گئی ہیں یہ اسی نئی زمین و نئے آسمان کے متعلق ہیں۔ ہر نبی بشیر بھی ہوتا ہے اور نذیر بھی۔ زیادہ تر تبشیری پیشگوئیاں پیش کی گئی ہیں انذاری بہت کم۔ سعید روحوں کے لئے صلائے عام ہے تا وہ اس آسمانی مصفّٰی غیب پر مشتمل پیشگوئیوں کو معمولی نہ سمجھیں۔ ان کی عظمت و شان حضورؑ کے اپنے مبارک الفاظ میں بیان کردی گئی ہے جیسے حضورؑ نے اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ مَیں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

میں پیش کردوں گا۔ پھر کہنے لگے جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہو گئی تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے برابر رقم جمع کرنی شروع کر دی اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہو گئی تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اسی طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا اور میرا منشاء یہ تھا کہ مَیں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔ مگر جب دل کی آرزو پوری ہو گئی اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے یہاں تک وہ پہنچے تھے کہ پھر ان پر رقّت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرے کو اس طرح پورا کیا کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔

یہ اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے، قربانیاں بھی کرتا ہے۔ مہینہ میں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہنچ جاتا ہے۔ سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خریدتا ہے ایک معمولی تنخواہ ہوتے ہوئے، جبکہ آج اس تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے۔ اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ رقم جمع کرتا اور ایک عرصہ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اس دوران میں اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی کیا تکلیفیں تھیں جو اس نے خوشی سے جھیلی ہوں گی۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر سکے۔ مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو اس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کر دیتی ہے جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔"

یہ ہیں فدائیت کے چند ایک نمونے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چل کر ایسی فدائیت کی توفیق بخشے جس سے وہ ہمارا محبوبِ حقیقی بہت ہی راضی ہو ——— آمین اللّٰھم آمین

"خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں، سو خدا کی طرف آجاؤ اور ہر ایک مخالفت اس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سُستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر سے ڈرتے رہو کہ یہی راہِ نجات ہے" (حضرت مسیح موعودؑ)

صداقت کی آواز

حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی

مکرم عبدالسمیع خان صاحب ۔ ربوہ

قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ کے ماموروں کی جو سچی تاریخ پیش فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے ماموروں کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل دعویٰ سے پہلے ان کی پاک زندگی ہوتی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں شرک اور دوسری بدیوں سے محفوظ رکھتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مخالفین کے سامنے اس دلیل کو پیش کیا ۔ جو قرآن کریم میں اس طرح درج ہے

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

(سورۃ یونس ۔ آیت ۱۷)

یعنی دعویٰ سے پہلے میں عمر کا ایک لمبا حصہ تم میں گزار چکا ہوں ۔ کیا تم پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے کہ جس نے انسانوں پر کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ خدا پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے ۔

چنانچہ آپ کے اشد مخالفین نے بھی آپ کے اس پاکیزہ کردار کو تسلیم کیا اور ابوجہل اور عتبہ اور نضر بن حارث وغیرہ دشمنوں نے بھی آپ کی پاک زندگی کی گواہی دی ۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس زمانہ میں خدا کا مامور ہونے کا دعویٰ کیا اور فرمایا کہ میں وہی ہوں جس کا امت محمدیہ ۱۴۰۰ سال سے انتظار کر رہی ہے ۔ آپ نے اپنی صداقت کے دلائل میں اپنی دعویٰ سے پہلے کی پاک زندگی کو بھی پیش فرمایا ہے ۔ آپ نے اپنے مخالفین کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا ۔

" تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے ۔ تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا ۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے ۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے ۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

پھر فرمایا ۔

" میری ایک عمر گذر گئی ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے ۔ پھر جو میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ترک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا ۔"

(بحوالہ حیات احمد جلد اول صفحہ ۱۳۶)

اس چیلنج پر ایک سو سال ہونے کو آئے ہیں مگر کسی کو اس کا جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی ۔ دعویٰ کے بعد تو مخالفین ہر طرح کے الزام لگایا ہی کرتے ہیں مگر دعویٰ سے پہلے کی زندگی پر نہ صرف کوئی انگلی نہیں اٹھا سکے بلکہ بیسیوں لوگوں نے آپ کی پاکیزگی کی گواہی دی ۔

مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے دعویٰ کے بعد آپ کی شدید مخالفت کی ۔ مگر اس سے پہلے انہوں نے آپ کی کتاب براہین احمدیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا :۔

" مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں ۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۹)

ہندوستان کے مشہور عالم دین اور مفسر قرآن اور صحافی ابوالکلام آزاد گواہی دیتے ہیں ۔

" کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا ۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی ۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا ۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

مشہور مسلم لیڈر اور صحافی اور شاعر مولانا ظفر علی خان صاحب کے والد بزرگوار منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار گواہی دیتے ہیں ۔

" ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے ..... آپ بناوٹ اور افتراء سے بری تھے ۔"

(اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے دعویٰ سے پہلے عین جوانی کا کچھ عرصہ سیالکوٹ میں گزارا ۔ اور آپ کے تمام ملنے جلنے والے آپ کے تقویٰ اور نیکی کے دل سے قائل تھے ۔ جن لوگوں کے پاس آپ نے قیام فرمایا وہ آپ کو ولی اللہ قرار دیتے تھے ۔"

(بحوالہ " الفضل " ۸ ر اکتوبر ۱۹۲۵ء)

ہندوستان میں علوم مشرقیہ کے بلند پایہ عالم اور علامہ اقبال کے استاد مولوی سید میر حسن صاحب نے آپ کو اسی دور میں ۲۸ سال کی عمر میں دیکھا۔ اور بعد میں یوں گواہی دی

"آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول ولغو سے مجتنب اور محترز تھے۔"

ادنیٰ تامل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔"

(سیرۃ المہدی جلد اول صہ ۱۵۴، ۲۷۰)

سیالکوٹ کے حکیم مظہر حسین صاحب جو بعد میں آپ کے شدید مخالف بنے انہوں نے آپ کے متعلق لکھا:۔

"ثقہ صورت، عالی حوصلہ اور بلند خیالات کا انسان"

(اخبار "الحکم" ۷، اپریل ۱۹۳۴ء)

آپ کے حق میں گواہی دینے والوں میں آپ کے گاؤں قادیان کا وہ ہندو بھی شامل ہے جس نے بچپن سے آخر تک آپ کو دیکھا وہ کہتا ہے۔

"میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد کو دیکھا ہے میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی ہی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں۔ سچا امانت دار اور نیک، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کرکے زمین پر اتر آیا ہے۔"

(تذکرہ المہدی جلد ۲ صہ ۳۴)

یہی وجہ تھی کہ اس دور کے ایک بزرگ مولوی غلام رسول صاحب نے آپ کی پاکیزہ فطرت کو دیکھ کر فرمایا:۔

"اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے۔"

(رجسٹر روایات صحابہ ۱۲ صہ ۱۰۴)

جوانی میں آپ کی راستبازی اور سچ گوئی کا شہرہ تھا۔ آپ نے کئی خاندانی مقدمات میں اپنے خاندان کے خلاف گواہی دی اور ان کی ناراضگی مول لی مگر سچ کا دامن نہ چھوڑا دعویٰ سے پہلے ایک عیسائی نے آپ کے خلاف مقدمہ کیا جس میں آپ کے وکیل کے مطابق جھوٹ بولے بغیر نجات نہ تھی مگر آپ نے جھوٹ بولنے سے انکار کردیا اور خدا نے آپ کو فتح دی۔ اس مقدمہ میں آپ کے وکیل فضل الدین صاحب آپ کی اس فوق العادت راست گفتاری کے گواہ تھے۔ وہ کہتے ہیں

"میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب ہی کو دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔"

"مرزا صاحب کی عظیم الشان شخصیت اور اخلاقی کمال کا میں قائل ہوں..... میں انہیں کامل راستباز یقین کرتا ہوں۔"

(الحکم ۱۴، نومبر ۱۹۳۴ء)

نامور صحافی جناب مولانا محمد شریف صاحب بنگلوری ایڈیٹر منشور محمدی نے آپ کے متعلق یوں رائے دی؛

"افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی مرزا غلام احمد صاحب۔"

(منشور محمدی بنگلور ۲۵ رجب ۱۳۰۰ھ)

مشہور باکمال صوفی حضرت احمد جان صاحب لدھیانوی نے آپ کے خدمت دین کے بے پایاں جذبوں کو دیکھ کر فرمایا:۔

"ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے"

حضرت مرزا صاحب کے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کے بارہ میں جتنی گواہیاں اوپر درج کی گئی ہیں ان میں کوئی ایک بھی احمدی نہیں ہے۔ بلکہ کئی تو حضرت مرزا صاحب کے سخت مخالف ہیں۔ خدا نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے حق میں ان کی زبان سے یہ کلمات جاری کروائے اور حضور ہی کے الفاظ میں

"سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔"

جس کی طرف سب نظریں اٹھ رہی تھیں خدا نے اسی کو مسیحا بنا دیا۔ کہیں ہم اس کو پہچاننے سے محروم تو نہیں رہ گئے۔

سوچو! سوچو! سوچو! اور غور کرو!

❋❋

تعلق باللہ

تضمین بر کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ذلیل و خوار دیکھا ہے ہمیشہ شر پسندوں کو
خدا ناکام کر دیتا ہے اُن کے سارے دھندوں کو
جو باطن صاف رکھتے ہیں انہیں اعزاز ملتا ہے
کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

❋

مٹا کر اپنی ہستی کو وہ اُس کے دَر کے ہوتے ہیں
اُسی کے آگے جھکتے ہیں اُسی کے آگے روتے ہیں
اُنہی کے دَم سے دُنیا کی بدل جاتی ہیں تقدیریں
وُہی اس کے مقرّب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اُس کی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو

❋

خُدا کے نیک بندے جب پکاریں اس کی رحمت کو
ملائک خود اُترتے ہیں اعانت اور نُصرت کو
توکّل ہو تو اُس پر ہو تیقّن ہو تو اُس پر ہو
یُہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

❋

سید سجاد احمد، ربوہ